مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخی خدمات

(تیسری اور آخری قسط)

مفتی محمد رضا انصاری

یہ تو خاص تراجم واحوالِ علماء کی کتاب ہے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے مؤرخانہ رجحان کا ایک مظاہرہ یوں بھی ہوا کہ فن کی کتاب کی وہ خدمت کرتے یا جس فن میں خود کوئی تصنیف کرتے، اس میں حوالے اور سند کے طور پر اگر کسی کتاب سے اقتباس دیتے تو اس کے مصنف کا مختصر احوال بھی حاشیہ پر درج کردیتے تھے، مختصر احوال میں اس کی دوسری تصانیف کا بھی ذکر ہوتا اور اس کے زمانۂ وفات کا بھی، یہ معمول ان کا اپنی ہر تصنیف، شرح اور حاشیہ میں رہا ہے، اسی ضمن میں اپنے ایک معاصر مصنف نواب صدیق حسن خان (وفات ۱۸۸۹ء/ ۱۳۰۷ھ) کی بعض غلطیوں کی تصحیح بھی انہوں نے کی جو تراجم وسوانح میں سنین وفات کے سلسلے میں نواب صاحب سے ہوگئی تھیں، ایسے مواقع پر نواب صاحب کا نام لیے بغیر ''بعض أفاضل عصرنا '' کا اشارہ استعمال کرتے تھے، اس احتیاط کے باوجود یہ گرفتیں نواب صاحب کی بدمزگی کا باعث ہوئیں اور مولانا نے ارادہ کرلیا کہ آئندہ سے ان کی غلطیوں کی طرف توجہ بھی نہیں دلائیں گے، اس لیے کہ مولانا کے علم میں آ گیا کہ:

''إنه یحزن منها ویحملها علی التعصب والعناد ''یعنی ''نواب صاحب کو اس سے ملال ہوتا ہے اور اسے وہ تعصب وعناد پر محمول کرتے ہیں۔'' سوءِ اتفاق ادھر مولانا نے یہ ارادہ کیا، ادھر نواب صاحب کے ایک حمایتی کے نام سے جو فرضی معلوم ہوتا ہے، ایک رسالہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں شائع ہوگیا جس کا نام ''شفاء العیّ عما أوردہٗ الشیخ عبد الحی '' تھا۔ نواب صاحب پر اعتراضات بھی تاریخی پہلو سے کیے گئے تھے، جوابی رسالے میں بھی تاریخی مباحث زیر بحث آئے، مولانا کو بھی اس رسالے کا جواب لکھنا پڑا، جس میں ''شفاء العی '' کے جوابات کا رد بھی کیا اور نئے اعتراضات بھی وارد کیے۔ مولانا کے اس جوابی رسالے کا نام ''إبراز الغی الواقع فی شفاء العی '' ہے۔ اس جوابی رسالے میں جس کا سالِ تالیف ۱۸۸۰ء/ ۱۲۹۷ھ ہے، بڑے دلچسپ تاریخی مسئلے اعتراض وجواب کے ضمن میں آ گئے ہیں، مثلاً ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدح کرنے پر علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تنبیہی خط علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا وہ کون علامہ سبکیؒ تھے، تقی الدین سبکیؒ، جو علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور مقابل تھے یا

www.banuri.edu.pk

عنایت اللہ فرنگی محلی مرحوم کی اردو تصنیف ’’تذکرۂ علمائے فرنگی محل‘‘ میں نقل ہوگئے ہیں۔

مجموعہ ’’أنباء الخلان ‘‘ کے دوسرے جزء کا نام مولانا نے ’’النصیب الأوفر في تراجم علماء المائة الثالثة عشر ‘‘ رکھا تھا، یعنی اپنی صدی کے معاصر علماء کے احوال پر یہ کتاب مشتمل قرار دی گئی تھی اور اسی مجموعے کے تیسرے حصے کا نام انہوں نے متعین طور پر تجویز نہیں کیا تھا، ’’رسالة أخرى فی تراجم السابقین من علماء الهند ‘‘ کے نام سے اس کا ذکر اپنی تصانیف کے ضمن میں انہوں نے کیا ہے اور اس کے آگے یہ بھی تحریر کیا ہے: ’’ولم یتم إلی الآن ‘‘ یعنی ابھی تک ’’أنباء الخلان ‘‘ کے مجموعے کے تحت آنے والی تینوں تصانیف پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچی ہیں، پایۂ تکمیل کو نہ پہنچنا اشارہ ہے کہ ان ہر سہ کتب کی تالیف کا آغاز مولانا کر چکے تھے، جن میں سے ایک یعنی ’’خیر العمل ‘‘ بڑی حد تک تالیف ہوچکی تھی، 6 کہ اوپر گزر چکا۔

’’النصیب الأوفر فی تراجم علماء المائة الثالثة عشر ‘‘ بھی اگرزیر تالیف آ چکی تھی تو افسوس ہے کہ اس کا ایک صفحہ بھی کہیں دستیاب نہیں ہوا ہے۔

’’رسالة أخری فی تراجم السابقین من علماء الهند‘‘ کے نام سے بھی مولانا کا کوئی مسودہ نہیں پایا جاتا اور اُسے بھی مفقود و معدوم ہی ماننا پڑتا، لیکن ایک بے نام اور بے ترتیب مسودہ فرنگی محل کے کتب خانے میں ایسا ملا ہے جس پر نہ مصنف کا نام ہے، نہ کتاب کا، مگر ہے علمائے ہند کا تذکرہ اور تحریر بھی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری تحریروں کے عین مطابق ہے،، " ق قلمی تحریروں کی حیثیت سے اس مسودے کے اوراق کو مجلد کرایا گیا تھا، کتب خانے کے کسی ناواقف منتظم نے بطور خود اس کا نام ’’تذکرة الصلحاء ‘‘ تجویز کرکے اس کے سرورق پر لکھ دیا اور ’تذکرة الصلحاء ‘‘ ہی کے نام سے یہ مخطوطہ درج فہرست رہا۔ اس مسودے کی اصلیت کا اندازہ سب سے پہلے مولانا مفتی محمد عنایت اللہ فرنگی محلی مرحوم نے کیا اور مسودہ کے سرورق پر انہوں نے تحریر کردیا ہے:

’’هذا الکتاب من مؤلفات مولانا عبد الحیؒ کما یعرف من أحوال الملا غلام یحییٰ البهاری وأنا أعرف خطهٗ أیضاً ۔(فقیر محمد عنایت اللّٰه غفر لهٗ اللّٰه)۔‘‘

’’یہ مسودہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے ہے، 6 کہ ملا غلام یحیٰی بہاریؒ کے احوال کے ضمن میں ظاہر ہوگیا ہے، اس کے علاوہ میں مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ خط کو بھی پہچانتا ہوں۔‘‘ (فقیر محمد عنایت اللہ غفرلہٗ اللہ)

ملا غلام یحیٰی بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں مصنف نے ان کے اس حاشیہ کا جو ’حاشیۂ غلام یحیٰی بہاری‘ ‘ کے نام سے موسوم ہے‘ حوالہ دیا ہے۔ یہ حاشیہ میر زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی اس شرح پر ہے جو انہوں نے رسالہ قطبیہ مولفہ‘ قطب الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ (رسالة فی التصور والتصدیق) کی‘ کی ہے، اس رسالے کی شرح کو عام طور پر میر زاہد رسالہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو منطق کی ایک

انتہائی کتاب مانی جاتی ہے، مصنف نے ’’حاشیۂ غلام یحییٰ بہاری‘‘ کے ذکر میں لکھا ہے:

’’وقد کتبتُ علیها حین قراء تی بتلک الحاشیة حضرة الوالد المرحوم تعلیقًا مختصرًا سمیتهٗ بهدایة الوریٰ ، تعقبتُ فیها علٰی کثیر من أقوال الخیر آبادی (المولوی عبد الحق بن المولوی فضل حق الخیر آبادی) ثم ألفتُ تعلیقًا کبیرًا مسمی بمصباح الدُّجٰی ولما کتب الفاضل الخیر آبادی تعلیقا مختصرا أجاب فیها عن إیراداتی علیه ألفتُ تعلیقًا ثالثًا مختصرًا ردًا علیه سمیتهٗ ب’’نور الهدی‘‘ وهذهٖ الحواشی الثلاثة قد وقعت بحمد اللّٰه مقبولةً فی أعین الکملة ومفیدة للطلبة۔‘‘

’’میں نے ’’حاشیۂ غلام یحییٰ بہاری‘‘ پر جب میں اپنے والد مرحوم سے اُسے پڑھتا تھا، ایک مختصر حاشیہ لکھا تھا جس کا نام ’هدایة الوریٰ ‘‘ رکھا تھا، میں نے اپنے اس حاشیہ میں مولانا عبدالحق بن مولانا فضل حق خیرآبادی کے بہت سے اقوال پر- جو انہوں نے ’’حاشیۂ غلام یحییٰ بہاری‘‘ پر اپنے حاشیے میں درج کیے تھے- اعتراضات کیے تھے، اس کے بعد ایک مفصل حاشیہ بھی میں نے اسی ’’حاشیۂ غلام یحییٰ بہاری‘‘ پر لکھا جس کا نام ’مصباح الدُّجٰی ‘‘ رکھا، پھر جب فاضل خیرآبادی نے اپنے دوسرے مختصر حاشیہ میں میرے اعتراضات کے جواب دیئے تو میں نے تیسرا مختصر حاشیہ اسی ’’حاشیۂ غلام یحییٰ بہاری‘‘ پر لکھا جس کا نام ’نور الهدیٰ ‘‘ رکھا، اس آخری حاشیہ میں میں نے فاضل خیرآبادی کے جوابات کا رد کیا ہے، میرے یہ تینوں حاشیے خدا کے فضل سے علماء کی نظر میں مقبول ہوئے اور طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوئے۔‘‘

’’حاشیۂ غلام یحییٰ بہاری‘‘ پر’هدایة الوریٰ‘‘، ’مصباح الدجٰی ‘‘اور’نور الهدیٰ ‘‘ کے نام سے جو تین حاشیے ہیں، وہ بلاشبہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بے نام مسودہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ہے، خود میں نے جب اس مسودے کو لفظاً لفظاً پڑھا تو اور شہادتیں بھی اس کی ملیں کہ یہ مسودہ مولانا ہی کا ہے، مثلاً حسن صنعانی کے احوال میں مصنف نے لکھا ہے:

’’أوردتُ نبذاً منها فی الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة۔‘‘

’’حسن صنعانی کا کچھ احوال میں نے ’الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة‘‘میں درج کیا ہے۔‘‘

یا مثلاً شیخ عبدالنبی بن شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں مصنف نے لکھا ہے:

’’وقد ذکرت ترجمتهٗ فی ..... النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر وفی التعلیقات السنیة علٰی الفوائد البهیة۔‘‘

’’شیخ عبدالنبی کا حال میں نے جامع صغیر کے مقدمہ ’النافع الکبیر ‘‘ کے حاشیہ پر اور ’الفوائد البهیة‘‘ کے حاشیہ ’التعلیقات السنیة‘‘ میں لکھا ہے۔‘‘

www.banuri.edu.pk

یہ اندرونی شہادتیں تصدیق کررہی ہیں کہ یہ بے نام مسودہ جس پر مصنف کا نام بھی درج نہیں ہے، یقیناً مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کا ہے اور یقیناً یہ اسی ''**أنباء الخلان بأنباء علماء هندوستان**'' کے مجموعۂ کتب کا ایک حصہ ہے۔

مجموعۂ ''**أنباء الخلان**'' کی تین تصانیف میں سے ایک کا نام ''**خير العمل بتراجم علماء فرنجي محل**'' ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ دوسری تصنیف ''**النصيب الأوفر في تراجم علماء المائة الثالثة عشر**'' تھا، یہ مسودہ جو بے نام ہے ''**النصيب الأوفر**'' نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ ایسی تصنیف کو تیرھویں صدی ہجری کے علماء کے تذکروں تک محدود ہونا چاہیے تھا۔ زیرنظر مسودہ ان حدود میں محدود نہیں ہے، لامحالہ اس کو ''**رسالة أخرىٰ في تراجم السابقين من علماء الهند**'' قرار دینا پڑے گا، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو علمائے ہند کے احوال ہیں جو کسی ایک صدی میں محدود نہیں ہیں۔ اور یہ مسودہ بھی مکمل نہیں ہے، اس کے کچھ اوراق گم ہوچکے ہیں، اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب اوراق کے ترک کی مطابقت کی جانچ پڑتال کی، حرف المیم میں سید محمد مرتضیٰ المحدث الیمنی البلگرامی کے احوال میں ان کی تصانیف کا ذکر صفحہ کے اختتام پر کرتے ہوئے مولانا نے ان کی ایک تصنیف ''**إتحاف الأصفياء في سلاسل الأولياء**'' کا آدھا نام یعنی ''**اتحاف الأصفياء**'' تک لکھا اور صفحہ ختم ہوگیا۔ باقی نام دوسرے صفحے پر لکھا، مگر دستیاب مسودہ میں دوسرا صفحہ اور اس کے بعد کے کئی صفحے سادہ ہیں، حالانکہ مکتوبہ صفحہ کے نیچے ترک کے طور پر ''**سلاسل الأولياء**'' خود مولانا کے قلم کا تحریر کیا ہوا موجود ہے، اس کے معنی یہی ہیں کہ اگلے صفحہ کی عبارت ''**سلاسل الأولياء**'' سے شروع ہونے والا صفحہ نہیں ہے، اس کے بعد جو مکتوبہ صفحہ آتا ہے وہ حرف النون سے شروع ہوتا ہے، ماننا پڑتا ہے کہ یہی نہیں کہ یہ تصنیف مکمل نہیں ہوپائی، بلکہ جو کچھ مولانا نے لکھ لیا تھا، وہ بھی سب کا سب موجود نہیں ہے، حرف المیم کے کتنے صفحات غائب ہیں، یہ اندازہ کرنا ناممکن ہے، مسودے کے شروع میں خود مولانا کے قلم کی لکھی ان ناموں کی فہرست بھی ہے، جن کے احوال اس تصنیف میں لکھے گئے ہیں، مگر افسوس ہے کہ فہرست کا بھی ایک صفحہ دستیاب ہوا ہے جو حرف الالف سے شروع ہوکر حرف العین کے پانچ ناموں کے بعد ختم ہوگیا ہے، حالانکہ مسودے میں حرف الیاء تک کے نام ہیں، الف سے لے کر یا تک ڈیڑھ سو علمائے ہند کا ذکر اس مسودے میں ملتا ہے، احوال میں بھی خاص توجہ تصانیف اور سلسلۂ تلمذ پر مرکوز رہی ہے۔ (انتہیٰ)

حواشی

① ...... النافع الکبیر، ص: ۱۲ ② ...... الفوائد البہیۃ، ص: ۸۵ ③ ...... ایضاً

④ ...... النافع الکبیر، ص: ۵ ⑤ ...... ایضا

www.banuri.edu.pk